حج ــــ احکام ومسائل

فضیلۃ العلامہ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

حج کے لئے حلال کمائی ضروری ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب آدمی پاکیزہ زادِ سفر کے ساتھ حج کیلئے نکلتا ہے اور اپنا پاؤں سواری کے رکاب میں رکھ کر لبیک پکارتا ہے تو اس کو آسمان سے پکارنے والے جواب دیتے ہیں، تیری لبیک قبول ہوئی، رحمت الٰہی تجھ پر نازل ہو، تیرا زادِ راہ حلال اور تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول ہے، تو گناہوں سے پاک ہوا۔‘‘

اور جب آدمی حرام کمائی کے ساتھ حج کیلئے نکلتا ہے اور سواری کے رکاب میں پاؤں رکھ کر لبیک پکارتا ہے تو آسمان کے منادی جواب دیتے ہیں، تیری لبیک قبول نہیں، نہ تجھ پر اللہ کی رحمت ہے، کیونکہ تیرا زادِ سفر حرام، تیری کمائی حرام اور تیرا حج غیر مقبول ہے۔

عورت کیلئے احرام:

عورت کیلئے جائز ہے کہ کالا یا سبز یا اور کوئی رنگ کا کپڑا احرام میں استعمال کرے، البتہ صرف اس بات کا لحاظ رکھے کہ اس کا لباس مردوں کے مشابہ نہ ہو، جو لوگ عورت کے احرام کے لئے سبز رنگ خاص کرتے ہیں، یہ بے اصل چیز ہے۔

احرام کے علاوہ دیگر عبادات کیلئے نیت کے الفاظ بدعت ہیں:

احرام کے کپڑے پہننے کے بعد حج یا عمرے کی نیت الفاظ کے ساتھ کرنی مشروع ہے، اگر عمرے کی نیت ہو تو کہے لبیک عمرۃ یا کہے **’اللھم لبیک عمرۃ‘** اور حج کی نیت ہو تو کہے **’لبیک حجا‘** یا **’اللھم لبیک حجا‘** اس لئے کہ نبی کریم ؐ نے ایسا ہی کیا تھا، اس کے علاوہ نماز و طواف کیلئے لفظوں کے ساتھ نیت کرنا مشروع نہیں مثلاً یوں نہیں کہنا چاہیے کہ میں نے اس نماز کی نیت کی، یا میں طواف کی نیت کرتا ہوں، اس طرح لفظوں میں نیت کرنا صریح بدعت ہے اور بلند آواز سے کہنا اور بھی زیادہ قبیح اور گناہ کا کام ہے۔

جدہ میقات نہیں:

تمام حجاج پر، خواہ وہ فضائی راستے سے آئیں یا بحری راستے سے یا خشکی کے راستے سے آئیں، واجب

ہے کہ جب وہ اس میقات کے بالمقابل آجائیں تو احرام باندھ لیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میقات مقرر کیئے تو فرمایا (ھن لھن و لمن اتیٰ علیھن من غیر اھلھن ممن اراد الحج و العمرۃ) یہ مقامات وہاں کے رہنے والوں کیلئے ہیں اور ان کیلئے بھی جو وہاں سے گزر کر آئیں، وہاں کے مقیم نہ ہوں، جو حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں، اس حدیث پر شیخین (بخاری و مسلم) کا اتفاق ہے۔

رہی جدہ کی بات تو وہ اہل جدہ کیلئے تو میقات ہے مگر دور سے آنے والوں کیلئے میقات نہیں، اگر وہ اس حال میں جدہ آئیں کہ ان کا حج یا عمرہ کا ارادہ نہ ہو اور بعد میں حج یا عمرہ کا ارادہ پیدا ہو جائے تو پھر جدہ ہی ان کیلئے میقات ہو گا۔

حج کے بعد کثرت سے عمرہ کرنا مشروع نہیں:

بعض لوگ حج کی ادائیگی کے بعد تنعیم یا جعرانہ وغیرہ سے احرام باندھ کر بکثرت عمرے کرتے ہیں، جبکہ اس کی مشروعات ثابت نہیں ہے، البتہ حج سے پہلے ایسا ثبوت ملتا ہے اور دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ حج کے بعد ایسا عمرہ نہ کرنا ہی افضل ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے حج سے فراغت کے بعد عمرہ نہیں کیا تھا۔

بچے کا حج:

چھوٹے بچے اور بچی کا حج صحیح ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی طرف اپنے بچے کو پیش کرتے ہوئے کہا، یا رسول اللہ! کیا اس کا بھی حج ہے؟ آپؐ نے فرمایا ''ہاں اور ثواب تم کو ملے گا''۔

اگر بچہ یا بچی عقل و شعور نہیں رکھتے تو ان کا ولی ان کی جانب سے احرام کی نیت کرے گا اور ان کو احرام پہنا کر ان کی طرف سے لبیک کہے گا۔

احرام کی ممنوع اور مباح چیزیں:

احرام کی نیت کرنے کے بعد مرد اور عورت کیلئے اپنے بال یا ناخن کاٹنا یا خوشبو استعمال کرنا جائز نہیں، خصوصاً مرد کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ مخصوص شکل کا سلا ہوا کپڑا استعمال کرے، جیسے قمیض وغیرہ، اپنے پورے بدن پر یا جسم کے بعض حصے پر پہنے، اسی طرح تولیہ، پاجامہ، موزے، جرابیں وغیرہ، محرم عورت کیلئے چہرے پر سلا ہوا کپڑا پہننا جیسے برقع اور نقاب اور ہاتھوں میں دستانے وغیرہ کا استعمال حرام ہے، البتہ اس کے علاوہ عورت کیلئے سلے ہوئے

شخص جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو اور وہ نماز کی عظمت سے واقف ہو اور اللہ تعالیٰ نے نماز کا جو خاص اہتمام فرمایا ہے اسے بھی جانتا ہو، پھر بھی وہ نماز چھوڑنے پر مصر رہے؟ ایسا ناممکن ہے۔

جن دلائل سے بے نمازی کو کافر نہ کہنے والے استدلال کرتے ہیں، میں نے ان دلائل پر غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ دلائل درج ذیل چار حالات میں منحصر ہیں:

(۱) یا تو ان دلائل میں بے نمازی کے کافر نہ ہونے کی سرے سے کوئی دلیل ہی نہیں۔ (۲) یا وہ کسی ایسے وصف کے ساتھ مقید ہیں جس کے ہوتے ہوئے ترک نماز کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ (۳) یا ایسے حالات کے ساتھ مقید ہیں جن میں نماز ترک کر دینے والا معذور سمجھا جائے گا۔ (۴) یا وہ دلائل عام ہیں جن کی تارک نماز کو کافر قرار دینے والی احادیث سے تخصیص کی جائے گی۔

اور جب یہ واضح ہو گیا کہ تارک نماز کافر ہے تو اس پر مرتد کے احکام مرتب ہوں گے، واضح رہے کہ کتاب وسنت کے نصوص میں کہیں بھی یہ بات وارد نہیں ہے کہ تارک نماز مومن ہے یا وہ جنت میں جائے گا یا جہنم کے عذاب سے بچ سکے گا یا اسی طرح کا کوئی اور اشارہ، جس کی بنا پر ہمیں اس تاویل کی ضرورت پڑے کہ تارک نماز کو کافر قرار دینے والی احادیث میں کفر سے مراد کفران نعمت یا کفر اصغر ہے، بہر حال تارک نماز مرتد کے احکام میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) اس سے نکاح کرنا درست نہیں اور اگر عقد نکاح ہو چکا ہو اور وہ نماز نہ پڑھتا ہو تو نکاح باطل ہے اور اس کی بیوی اس کیلئے حلال نہیں ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مہاجر عورتوں کے بارے میں فرمایا: ﴿فان علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن الى الكفار لا هن حل لهم ولا هم يحلون لهن﴾ (الممتحنہ:۱۰) ترجمہ: ”پس اگر تم جان لو کہ وہ مومن ہیں تو اب انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو، یہ نہ تو ان کیلئے حلال ہیں اور نہ ہی وہ ان کیلئے حلال ہیں“۔

(۲) اگر عقد نکاح کے بعد یہ شخص تارک نماز ہو جائے تو نکاح فسخ ہو جائے گا اور مذکور بالا آیت کی بنا پر اس کیلئے بیوی حلال نہ ہوگی، اس سلسلہ میں وہ تفصیل بھی ملحوظ ہوگی جو اہل علم کے یہاں معروف ومشہور ہے کہ فسخ نکاح دخول سے پہلے ہوا ہے یا دخول کے بعد۔

(۳) اس تارک نماز شخص کا ذبح کیا ہوا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا، کیونکہ اس کا ذبیحہ حرام ہے، حالانکہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی جانور ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ کھانا ہمارے لئے جائز ہے، گویا تارک نماز کا ذبیحہ، نعوذ باللہ، یہود ونصاریٰ کے ذبیحہ سے بدتر ہے۔

سے دھونا خلاف شرع فعل ہے۔ ہاں! کنکریوں کا سائز بکری کی اوسط سائز کی مینگنی کے برابر ہونا چاہیئے۔ اسی طرح جمار کے آس پاس کی کنکریاں بھی بوقت ضرورت استعمال کی جاسکتی ہیں۔ یہ صحیح نہیں کہ مستعمل کنکری سے رمی نہیں کی جاسکتی۔ نیز رمی جمار کا صحیح وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اگر کوئی زوال سے پہلے رمی کردے تو اس پر دم واجب ہوجائے گا جس کا گوشت مکہ مکرمہ کے فقراء میں تقسیم کردیا جائے گا۔ نیز ایسے شخص کو توبہ واستغفار بھی کرلینی چاہیئے۔

عورت کا رمی جمار کے لئے کسی دوسرے کو وکیل مقرر کرنا:

اگر کسی عورت کا فرض حج ہے اور اس نے حج ادا کیا اور اس کے تمام مناسک خود ادا کیئے۔ مگر رمی الجمار کیلئے کسی دوسرے کو وکیل بنایا کیونکہ اس کے ساتھ چھوٹا بچہ بھی تھا۔ اس معاملہ میں اس کے ذمہ کچھ نہیں، وکیل کی طرف سے رمی الجمار اسے کافی ہے۔ کیونکہ رمی الجمار کے وقت بہت ہجوم ہوتا ہے جو عورتوں کیلئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ بالخصوص جب کہ اس کے ساتھ چھوٹا بچہ بھی ہو۔

عرفات میں اجتماعی دعا:

تمام حجاج کو چاہیئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے اپنے ہاتھ بلند کر کے دعا اور آہ وزاری میں مشغول رہیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے یوم عرفہ کو ظہر وعصر کی نماز قصر کے ساتھ جمع کرنے کے بعد سورج غروب ہونے تک دعا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عجز ونیاز مندی میں وقت گزارا۔ آپؐ کے ہاتھ بلند تھے اسی طرح اگر کوئی ایک شخص بلند آواز سے دعا کرے اور دوسرے سننے والے اس کی دعا پر آمین کہیں تو بھی جائز ہے۔ جس طرح دعاء قنوت اور دعا استسقاء میں کیا جاتا ہے مگر یوم عرفہ کو میدان عرفات کے علاوہ کسی اور جگہ جمع ہونا خلافِ شریعت ہے۔

منیٰ سے باہر رات گزارنے کا حکم:

اگر حاجی منیٰ میں رات بسر کرنے کے لئے جگہ کی تلاش میں پوری سعی کرنے کے بعد بھی جگہ نہ پاسکے تو وہ منیٰ سے باہر قیام کرلے تو اس پر کوئی گرفت نہیں۔ کیونکہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔ ﴿**فاتقو ا اللہ ما استطعتم**﴾ (التغابن:۱۶) ترجمہ: ''اللہ سے ڈرو جہاں تک تم سے ہوسکے''۔ اور منیٰ میں جگہ نہ پاسکنے کی وجہ سے اس پر کوئی فدیہ نہیں۔

اپنے لئے حج کی نیت کرنے کے بعد کسی اور کیلئے نیت کرنا:

انسان جب اپنے لئے حج کا احرام باندھ لے تو پھر وہ نیت کو تبدیل نہیں کرسکتا۔ نہ راستے میں نہ عرفات

میں اور نہ کسی اور جگہ۔ بلکہ یہ حج اسی کیلئے لازم ہے۔اس کے باپ یا ماں یا کسی دوسرے کیلئے بدل نہیں سکتا۔اسی کیلئے متعین ہو جاتا ہے۔کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں۔﴿وأتموا الحج والعمرة لله ﴾(البقرة:۱۹۶)
ترجمہ:''اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ پورا کرو''۔

گویا جب اس نے اپنے لئے احرام باندھ لیا تو اپنے لئے ہی یا اسے پورا کرنا واجب ہو گیا اور اگر کسی دوسرے کیلئے احرام باندھتا تو اسے دوسرے کیلئے ہی پورا کرتا۔لیکن احرام باندھنے کے بعد وہ اس میں تبدیلی نہیں کر سکتا۔اگرچہ وہ اپنی طرف سے حج پہلے کر چکا ہو۔

حج اور عمرہ زندگی میں ایک بار فرض ہے:

جیسا کہ صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''حج ایک دفعہ فرض ہے۔اس سے زیادہ ہو تو نفل ہے'' البتہ نفلی حج اور عمرہ کثرت سے کرنا مسنون ہے۔جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا''ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ کرنا درمیان کی خطاؤں کیلئے کفارہ ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں۔''(صحیحین)

مسجد نبوی کی زیارت کے آداب:

مسجد نبوی کی زیارت سنت ہے۔فرض یا واجب نہیں اور یہ زیارت حج کا حصہ نہیں ہے۔کیونکہ حج مکہ،منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں مکمل ہو جاتا ہے۔مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت اپنا داہنا پاؤں داخل کرے اور یہ دعا پڑھے۔(**بسم الله والصلوٰة والسلام علی رسول الله، اعوذ بالله العظیم و بوجهه الکریم و سلطانه القدیم من الشیطان الرجیم ، اللهم افتح لی ابواب رحمتک**) ترجمہ: ''اللہ کے نام کے ساتھ۔درود و سلام ہو اللہ کے رسول ﷺ پر۔میں پناہ چاہتا ہوں اس اللہ کی جو عظمتوں والا ہے اور اس بزرگ ذات اور ابدی سلطنت کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''۔

یہ مسجد نبوی کی مخصوص دعا نہیں بلکہ ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت پڑھنی چاہیے۔پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے،اگر یہ ریاض الجنۃ کے احاطے میں پڑھی جائیں تو زیادہ افضل ہے۔نماز کے بعد نبی ﷺ اور آپؐ کے صاحبین ابو بکرؓ و عمرؓ کی قبروں کی زیارت کرے اور نبی کریم ﷺ کی قبر کے سامنے ادب سے کھڑا ہو جائے اور دبی آواز کے ساتھ آپؐ پر اس طرح سلام کرے۔ **السلام علیک یا رسول الله و رحمة الله و برکاته** کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ''جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے۔یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں''(ابوداؤد)

پھر آپ ﷺ پر درود بھیجے اور آپؐ کیلئے دعا کرے جیسا کہ اس کی مشروعیت وارد ہے۔ پھر ابو بکرؓ و عمرؓ پر سلام بھیجے اور ان کیلئے دعا کرے۔

عبداللہ بن عمرؓ جب رسول اللہؐ اور آپؐ کے ساتھیوں پر سلام بھیجتے تھے تو اس سے زیادہ نہیں کہتے تھے۔ **السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا ابا بکر، السلام علیک "یا ابتاہ"** یہ کہہ کر لوٹ جاتے۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ کی قبر کے حجرے کی جالیوں کو چھونا یا ان کا بوسہ لینا یا قبر کا طواف کرنا قطعاً جائز نہیں ہے بلکہ یہ بدترین بدعت ہے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے کسی حاجت کو پوری کرنے، کسی مصیبت کو دور کرنے یا مریض کو شفا دینے کا سوال کرنا بھی قطعاً ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ تمام امور صرف اللہ رب العزت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان کا دوسروں سے مانگنا شرک ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے شفاعت مانگنا بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہے اسی سے مانگنا چاہیے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ **قل للہ الشفاعة جمیعا** ﴾ ترجمہ: ''کہہ دو ساری شفاعتیں اللہ ہی کے لئے ہیں''۔ البتہ یہ دعا مانگی جا سکتی ہے کہ اے اللہ! اپنے نبیؐ کو میرا شفیع بنا دے۔ اے اللہ اپنے فرشتوں اور مومن بندوں کو میرا سفارشی بنا دے اور اے اللہ میرے فوت شدہ بچوں کو میرا سفارشی بنا دے وغیرہ۔ لیکن مردوں سے کچھ نہیں مانگنا چاہیئے۔ نہ شفاعت نہ دوسری چیز۔ خواہ انبیاء ہوں یا غیر انبیاء کیونکہ میت کا عمل منقطع ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا ''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین باتوں کے۔ صدقہ جاریہ، یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا صالح اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس زیارت کرنے والوں کا دیر تک کھڑے رہنا اور آواز بلند کرنا بھی خلاف شرع ہے۔ اسی طرح جو شخص آپ ﷺ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اور قبر کو سامنے کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے تو یہ سب صحابہ کرامؓ اور ان کے متبعین اور سلف صالحین کے خلاف ہے بلکہ بدعت ہے۔

علی بن حسین زین العابدینؒ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نبی ﷺ کی قبر کے پاس دعا کر رہا ہے تو آپؒ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث یاد رکھو۔ آپؐ نے فرمایا ''میری قبر کو تہوار نہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بنانا''

اسی طرح آپؐ پر سلام بھیجتے وقت اپنا داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر یا سینے کے نیچے، نماز کی حالت میں قیام کے انداز میں کھڑے ہونا ناجائز ہے کیونکہ یہ ہیئت، ذلت اور خضوع سے عبارت ہے جو اللہ کے سوا کسی کیلئے جائز نہیں۔

مسجد نبویؐ کی قبر کی زیارت کے سلسلے میں جو احادیث بیان کی جاتی ہیں تمام کی تمام ضعیف الاسناد بلکہ موضوع ہیں، لہٰذا ان ضعیف احادیث کو صحیح کے مقابلے میں پیش کرنا ناجائز ہے۔